(آخری قسط) مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

یورپ بیداری سے پہلے

ایک انگریز مورخ لکھتا ہے:

''گیارہویں صدی عیسوی میں جس وقت مغرب کے بڑے بڑے روساء اور جاگیر داروں کو اپنی جہالت اور ناخواندگی پر فخر وناز تھا، اس وقت اسپین میں مسلمانوں کے قرطبہ میں ایک عظیم کتب خانہ تھا، جس میں صرف ہاتھ کی لکھی ہوئی ساٹھ ہزار کتابیں تھیں۔''

رینہ مارسیال (Rene Mrtial) اور لاویس لکھتے ہیں:

''بارہویں صدی عیسوی میں فرانس، جرمنی، اور اٹلی میں ایک کتاب بھی ملنی مشکل تھی، جبکہ دوسری طرف صرف اندلس (اسپین) میں مسلمانوں کے پاس ستر ۷۰ کتب خانے تھے، جن میں بڑی قیمتی اور نادر کتابیں تھیں۔''

یورپ نے جب علم کی تلاش شروع کی، تو سب سے پہلے اندلس کا رخ کیا جہاں قرطبہ طلیطلہ اور بلنسیہ میں عظیم یونیورسٹیاں قائم تھیں۔

ناخواندگی اور جہالت کی یہ گھٹا ٹوپ تاریکی دسویں صدی عیسوی تک قائم رہی، مسلمانوں سے استفادہ کے بعد ہی ان میں علم وتمدن کا رواج ہوا، یورپ کی تاریخ کا سب سے مشکل اور تاریک دور دسویں صدی عیسوی ہے جس میں میں ارباب کلیسا اور اہل علم کے درمیان شدید کشمکش جاری تھی، سینکڑوں اہل علم کو کلیسا کے معاندانہ رویہ کی وجہ سے تختہ دار پر چڑھا دیا گیا، اٹلی، فرانس، اسپین، اور جرمنی میں عقائد وتعلیم کی چھان بین کیلئے تحقیقی عدالتیں (Couts of Inquisltion) قائم کی گئی اور ارباب علم ودانش کو کفر والحاد کے الزام میں گرفتار کرکے سفاکانہ سزائیں دی گئیں، ایک محتاط اندازہ کے مطابق جو لوگ ان عدالتوں کی بھینٹ چڑھے ان کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے، جن میں بتیس ہزار کو زندہ جلا دیا گیا۔

ڈریپر نے لکھا ہے:

فرانسیسی سلوسٹر دوم Sylvestre (۱۰۰۳ء-۹۳۰) جو یورپ کے کسی شہر میں ایک کلیسا میں تھا، ایک مرتبہ اندلس (اسپین) گیا اور اشبیلیہ اور قرطبہ میں قیام کیا، اور عرب علماء وحکماء سے حساب

اورسائنس کاعلم حاصل کیا، جب وہ سائنس اور دیگر علوم سیکھ کر وطن واپس آیا تو لوگوں نے اس کو ساحر (جادوگر) خیال کیا، اور بعض حکمرانوں نے اس کو اپنے بچوں کا اتالیق مقرر کیا، اور مختلف عہدوں اور مناصب عالیہ سے گزر کر پوپ کے منصب پر فائز ہوا، لیکن جب قدامت پرستوں کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے اس کو اور اس کے حامی بادشاہ کو قتل کردیا۔

محکمہ احتساب سائنس (انکویزیشن) کی قربان گاہ پر قرون وسطی میں پاپاؤں کے ہاتھ بیسیوں محققین سائنس، علمی انکشافات وایجادات کے گناہ میں نذر چڑھ گئے، پادری سمجھتے تھے کہ زمین کا گول کہنا بھی مذہب کی تردید ہے، مشہور سائنسدان گلیلو (Galileo) کو اس بنا پر موت کی سزا دی گئی کہ وہ آفتاب کے گرد زمین کے گھومنے کا قائل تھا، کوپرنیک (Copernic) نے حرکت ارض ومرکزیت شمس کے اثبات یا نظام فیثا غورث کی تائید کی، تو اس کو قید کی سزا ملی اور قید ہی میں مرگیا، برونو (Brunoe) اس جرم میں جلا دیا گیا کہ تعدد عوالم کا قائل تھا'' (مذہب وعقلیات، مولانا عبدالباری ندوی رحمہ اللہ)

۱۰۵۵ء میں صلیبی جنگوں کا سلسلہ شروع ہوا اور پوپوں نے پورے یورپ میں جنگ کا ماحول پیدا کردیا، ان جنگوں نے اہل یورپ کو مسلمانوں سے ملنے جلنے، متمدن عرب شہروں کو دیکھنے اور وہاں آنے جانے کا موقع فراہم کیا، مسلمانوں کے نظام تعلیم وتربیت سے واقف ہوئے، عالم اسلام کے تمدنی جلوں اور ترقیات سے روشناس ہوئے، اسلامی شہروں کے نظام وقانون، صفائی ستھرائی، چمک دمک اور وہاں کے بازاروں کی رونق اور وسائل زندگی کی فراوانی سے مرعوب ہوئے۔

ایک مغربی مؤرخ لکھتا ہے:

''صلیبی جنگوں نے نسلوں کی تہذیب وتمدن پر بڑا گہرا اثر ڈالا، سماجی اور معاشی بیداری کا راستہ ہموار کردیا، جو تحریک کی منتظر تھی، صنعت وتجارت کا بازار گرم ہوگیا، اور اس طرح علمی اور صنعتی بیداری کے اسباب ومحرکات مہیا ہوگئے۔''

مزید لکھتا ہے:

''اس وقت سے علوم وفنون کی ترقی شروع ہوئی، عرب کے نام اور اصطلاحیں مغرب میں داخل ہوئیں، اور رومن کی جگہ لے لی، علم الجبرا کی اصطلاح عربی زبان سے ماخوذ ہے۔''

یہ حقیقت ہے کہ یورپ نے عربوں ہی کی علمی وفنی تحقیقات اور ان ہی کی بنیادی تصنیفات سے خوشہ چینی کی اور مسلمانوں ہی کے بتائے اور بنائے ہوئے اصول ومبادی پر اپنی تمدن وتہذیب کے محل تعمیر

کئے ہیں۔ایک مغربی مفکر کہتا ہے:

''عرب ہی فلکیات ،سائنس ، کیمیا اور طبی ،علوم میں ہمارے استاد اول ہیں۔''

ای ،ایم برن لکھتا ہے:

''بارہویں اور تیرہویں صدی عیسوی میں یورپ کی عقلی ترقی ترکوں کے خلاف مقدس جنگوں کے بجائے شرق ادنیٰ کے ساتھ تجارتی لین دین اور اندلس اور صقلیہ کے مترجمین اور اہل علم کی کوششوں کی رہین منت ہے۔''

مغرب نے گیارہویں صدی میں طلیلہ ،قرطبہ اور غرناطہ میں قائم اسلامی دانشگاہوں سے کب فیض کیا اور پھر مسلمانوں کے قائم کئے ہوئے علمی مراکز کے طرز پر اپنے یہاں ادارے قائم کئے ، برن لکھتا ہے۔

''یورپ میں سب سے پرانی یا سب سے پہلی یونیورسٹی گیارہویں صدی عیسوی میں قائم ہوئی ، اس کے بعد گیارہویں اور چودہویں صدی کے درمیان یورپ میں بہت سے یونیورسٹیاں قائم کی گئیں، جرمنی میں پہلی یونیورسٹی چودہویں صدی میں قائم ہوئی۔جبکہ برطانیہ میں آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیاں تیرہویں صدی عیسوی میں قائم ہوئیں،

دنیا میں علم کی نشر واشاعت اور قافلہ علم کی رفتار وترقی ان مسلمانوں کی رہین منت ہے، جنھوں نے دنیا پر ایک ہزار سال سے زیادہ حکمرانی کی ،مسلمانوں کے بڑے شہر قاہرہ ،بغداد،قرطبہ،اصفہان ،قزوین، تبریز ،سمرقند اور بخاری علم ومعرفت کے گہوارے اور عالمی تہذیب وتمدن کے سرچشمے تھے،اگر کلیسا کی طرح اسلام کا بھی رویہ علم کے تعلق سے معاندانہ ہوتا تو قافلۂ علم اسی حالت میں ہوتا،جس میں ساتویں صدی عیسوی میں تھا، جہاں کتب خانے مقفل تھے، کتابیں ناپید اور مدفون تھیں ،غور وفکر اور تدبر پر پابندیاں عائد تھیں ،بعض انصاف پسند مغربی فضلاء اور مستشرقین نے انسانیت پر بعثت محمدی کے اثرات واحسانات کا اعتراف کیا ہے اور حقیقت ہے کہ آج دنیا میں جو بھی روشنی علم وہنر ہے، وہ سب بعثت محمدی کا فضل واحسان ہے، انسانی تہذیب کے ہر مرحلہ اور میدان میں اسلام کے بے پایاں اور دور س اثرات کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ رینان (Renan) کہتا ہے:

''البرٹ کبیر ہر چیز میں ابن سینا کا رہین منت ہے ، اور سانتوم اپنے تمام فلسفہ میں ابن رشد کا خوشہ چیں ہے، یورپ کا بابائے سائنس روجر بیکن بھی عربوں کا شاگرد تھا، وروہ خود اپنے شاگردوں کو تلقین کیا کرتا تھا، کہ اگر صحیح علم حاصل کرنا ہے تو عربی پڑھنا سیکھو۔''

گستاؤلیبان لکھتا ہے:

''عربوں ہی نے یورپ کو علم ومعرفت اور تہذیب وتمدن کی دنیا سے متعارف کرایا ، عرب ہمارے محسن تھے، اور چھ صدیوں تک ہمارے پیشوا اور مقتدار ہے۔''

مزید لکھتا ہے:

عربوں کے یورپ پر بڑے عظیم احسانات ہیں عربوں نے پورے یورپ پر دورس، دیرپا اور گہرے اثرات ونقوش چھوڑے ہیں، یورپ کی تہذیب وتمدن اورترقی کے اصل معمار عرب ہی ہیں، عربوں کے اثرات واحسانات کا صحیح اندازہ اسی وقت لگایا جاسکتا ہے، جبکہ یورپ کا وہ تاریک دورنظروں کے سامنے ہو جس میں بیداری شروع ہوئی، جب ہم نویں اور دسویں صدی عیسوی پر نظر ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ایک طرف اسپین میں اسلامی تہذیب بام عروج پر تھی، تو دوسری طرف مغرب میں علمی مراکز چند برجوں سے عبارت تھے جن میں ان پڑھ اور غیر مہذب حکمران رہتے تھے، جنہیں اپنے ناخواندہ ہونے پر فخر تھا، اور یورپ میں تعلیم یافتہ طبقہ جاہل اور نادار راہبوں پر مشتمل تھا۔

رابرٹ بریفالٹ (Robert Briffault) کتاب The Making of humanity میں لکھتا ہے، یورپ کی ترقی کا کوئی ایسا پہلو نہیں، جس پر اسلامی تمدن کا احسان اوراس کے نمایاں آثار کی گہری چھاپ نہ ہو۔

آگے چل کر لکھتا ہے:

صرف طبعی علوم ہی (جس میں عربوں کا احسان مسلم ہے) یورپ میں زندگی پیدا کرنے کی ذمہ داری نہیں ہیں بلکہ اسلامی تمدن نے یورپ کی زندگی پر بہت عظیم الشان اور مختلف النوع اثرات ڈالے ہیں اوراس کی ابتداء اسی وقت سے ہوجاتی ہے، جب اسلامی تہذیب وتمدن کی پہلی کرنیں یورپ پر پڑنی شروع ہوتی ہے۔

یورپ نے کلیسا کے خلاف بغاوت کی، اس کے نظام کو بدل دیااور یہ دعویٰ کیا کہ وہ اس نے مذہب سے دوری اختیار کرلی، لیکن جب وہ مسلم ممالک میں اپنے محققین، دانشور ڈاکٹر اور معلمین کے ذریعہ داخل ہواتو مشنری طاقت کی حیثیت سے داخل ہوا اور علم اور مذہب بلکہ علم اور تبلیغ مسیحیت شانہ بشانہ نظر آئے، یورپ نے عالم اسلام کے مختلف حصوں میں مبلغین بھیجے، علوم وفنون اور یورپی زبانوں کے معلمین کو ٹریننگ دی، کارخانوں، لیبارٹریز اور ابتدائی اسکولوں میں کام کرنے والوں کو تیار کیا تا کہ وہ کام کے دوران نصرانی عقائد کی تبلیغ کرسکیں اور جب عالم اسلام پر یورپ کو تسلط حاصل ہوگیا، تو بزور قوت نصرانی بنایا گیا، عیسائی اور غیر عیسائی کے درمیان امتیازی سلوک ومعاملہ کیا گیا، عیسائی مشنریاں پھیل گئیں مذہبی کتابوں کی طباعت اوراشاعت کے لئے پریس قائم کیا گیا، اور صرف عیسائیت کی تبلیغ ہی نہیں کی، بلکہ دوسری تہذیبوں کے نقوش مٹائے گئے، دوسروں کے قوانین ختم کردئے گئے، دوسروں کی تہذیب تمدن زبان اور کلچر کو مسخ کردیا گیا، اوران کو تبدیلی مذہب پر مجبور کیا گیا، اسی طرح یورپ کا موقف انتقامی خصوصا مسلمانوں سے انتقام لینے کا تھا۔